Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 38, Sr.No.107, 2017 pp 31 - 36

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۸، اپریل۔ جون ۲۰۱۷ء، شمارہ ۱۰۷

"سید ریاض حسین زیدی کی حیات اور شعری کائنات

ڈاکٹر رحمت علی شاد☆

Abstract:

Prof.Syed Riaz Hussain Zaidi, has strong relation with poetry and literature spanning about half century.He has devoted his whole life for teaching.Mr. Zaidi established a literary organization "Adab Saraye" on August 23, 1992. "Adab Saraye" is still an active organization, which is holding monthly literary meetings steadily. His five creative volumes include a prose writing "Na'ay Zaiqay", three Naat collections "Riaz-e-Midhat", "Jamal-e-Syed-e-Laulak" and "Zikr-e-Shah-e-wala" and a Ghazal collection "Barg-e-Gul Shadab Hay".He has been awarded with a "Presidential Award" and a "Provincial Seerat Award".

گنبدِ افلاک پر حدِ نظر تک روشنی
پرتوِ خورشید سے پہنچی قمر تک روشنی
ہو گیا بار آفریں چشمِ تلطف سے سماں
برگِ گل شاداب ہے پھیلی شجر تک روشنی

☆ صدرِ شعبہ اُردو، گورنمنٹ فریدیہ پوسٹ گریجوایٹ کالج پاک پتن

سید ریاض حسین زیدی سرزمین ساہیوال کی ایک ایسی ادبی شخصیت ہیں جنھوں نے ''عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں'' کے مصداق تقریباً نصف صدی سے بھی زیادہ عرصے سے علم وادب کی شمع کو روشن رکھا ہوا ہے اور علم وادب کی یہی شمع ان کے تخلیقی عمل کے لیے مہمیز کا کام کرتی ہے جس سے ان کا تخلیقی سفر ضیا پاشیاں کرتا نظر آتا ہے۔ اس سب کے پیچھے ان کی عمر بھر کی ریاضت اور محنتِ شاقہ کا عمل کارفرما ہے۔

سید ریاض حسین زیدی سیالکوٹ کے ایک محلّہ ''جامنوں'' میں سید اکبر علی زیدی کے ہاں ۱۱۔ اپریل ۱۹۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے تین بھائی اور پانچ بہنیں تھیں، جن میں سے ایک بھائی اور تین بہنیں بقیدِ حیات ہیں۔ زیدی صاحب ان سب سے بڑے ہیں۔ انھوں نے صرف پانچ سال کی عمر میں ہی قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا تھا، اس کے بعد ۱۹۵۶ء میں فرسٹ ڈویژن میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اسی طرح ۱۹۵۸ء میں انٹرمیڈیٹ، ۱۹۶۰ء میں بی اے اور ۱۹۶۳ء میں ایم اے اردو کرلیا۔ ۱۹۶۳ء میں ہی گورنمنٹ ایمرسن کالج بوسن روڈ ملتان میں اردو لیکچرار اور ۱۹۷۶ء میں وہ اسسٹنٹ پروفیسر ہو گئے؛ اسی کالج میں وہ ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم، ڈاکٹر سلیم اختر، پروفیسر خلیل صدیقی اور پروفیسر صفدر امام جیسی شخصیات کے ساتھ پڑھاتے رہے اور ان کے معروف شاگردوں میں ڈاکٹر انوار احمد، ڈاکٹر سہیل احمد خاں، ڈاکٹر طاہر تونسوی، اصغر ندیم سید، محسن نقوی، شاہد زبیر اور چیف جسٹس تصدق حسین گیلانی جیسے لوگ شامل ہیں۔

۱۹۶۷ء میں رحیم یار خاں پھر ۱۹۷۲ء میں گورنمنٹ کالج ساہیوال، پھر چھ ماہ کے لیے گورنمنٹ کالج چیچہ وطنی اس کے بعد دوبارہ گورنمنٹ کالج ساہیوال واپس آ گئے؛ اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں گورنمنٹ کالج عارفوالا میں بطور پرنسپل بھی رہے لیکن ۱۹۹۱ء میں ایک مرتبہ پھر گورنمنٹ کالج ساہیوال آ گئے اور اسی کالج سے ہی ۱۱۔ اپریل ۲۰۰۰ کو ایسوسی ایٹ پروفیسر کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہو گئے۔ سید ریاض حسین زیدی کی شادی ۱۷۔ اگست ۱۹۶۹ء کو سیدہ نصرت یعقوب کے ساتھ ہوئی جن سے ان کی اولاد پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ زیدی صاحب نے ۲۳۔ اگست ۱۹۹۲ء کو ساہیوال میں ایک ادبی تنظیم ''ادب سرائے'' کی بنیاد رکھی جس کے اب تک تقریباً ۲۶۰ اجلاس ہو چکے ہیں اور یہ تنظیم آج بھی پوری آب وتاب سے فعال ہے۔ ادب سرائے کے متعلق واصف سجاد کی رائے ہے:

> ''شہر کی ایک فعال ادبی تنظیم ''ادب سرائے'' کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ اس نے بھی نوجوانوں کی فکری تربیت میں ایک اہم کردار ادا کیا اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ محترم پروفیسر سید ریاض زیدی اس تنظیم کے روح رواں ہیں''۔ (۱)

سید ریاض حسین زیدی کی جبلت میں ہی ادب کی چاشنی موجود ہے۔ ان کے شعری سفر کا آغاز ساتویں جماعت سے ہی ہو گیا تھا۔ ان کا پہلا شعر ملاحظہ فرمائیں:

ڈرا سکتی نہیں تا زندگی دریا کی طغیانی
بڑی مدت سے ہوں میں آشنا طوفاں کے دھاروں سے

سید ریاض حسین زیدی کا تخلیقی سفر نصف صدی سے کچھ زیادہ ہی عرصے پر محیط ہے۔اب تک ان کی پانچ تخلیقات منظر عام پر آچکی ہیں۔ان میں سے ایک نثری تصنیف ''نئے ذائقے'' ۱۹۶۹ء میں طبع ہوئی تھی۔تین نعتیہ مجموعے، جن میں سے پہلا مجموعہ ''ریاضِ مدحت'' ہے جو جون ۲۰۰۰ء میں ادب سرائے ساہیوال سے شائع ہوا اور مذکورہ مجموعہ صدارتی ایوارڈ یافتہ ہے۔دوسرا نعتیہ مجموعہ ''جمالِ سیدِ لولاک'' ہے جو ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا، جب کہ تیسرا مجموعہ ''ذکرِ شہہ والا'' ہے، جو یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ ہجری کو الاشراق پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا۔ذکرِ شہہ والا'' کو بھی ۲۰۱۲ء میں صوبائی سیرت ایوارڈ سے نوازا جا چکا ہے اور پانچواں شعری مجموعہ ''برگِ گل شاداب ہے'' ہے، جو ستمبر ۲۰۱۳ء میں الاشراق پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔سید ریاض حسین زیدی ایک ہمہ پہلو شخصیت ہیں۔ادب میں جن کی اصل پہچان تو نعت گو شاعر کے حوالے سے ہے مگر وہ تین نعتیہ مجموعوں کے علاوہ ایک نثری تصنیف اور ایک مجموعہ غزل بھی تخلیق کر چکے ہیں۔ان کی شخصیت کے بے شمار پہلو ہیں جن میں خوش فکر نعت گو، خوش آواز، عمدہ غزل گو۔خوبصورت نثار، خطاط، شیریں بیاں مقرر، اچھا استاد، اعلیٰ نقاد اور ایک اچھا انسان شامل ہیں۔

سید ریاض حسین زیدی بنیادی طور پر شاعر ہیں۔انھیں نعت گو شاعر یا غزل گو شاعر کہہ کر ایک دو خانوں مقید نہیں کیا جا سکتا۔وہ ہر حال میں شاعر ہیں، بہر حال زیدی صاحب نے نعتیں بھی خوب کہی ہیں جن سے ان کی والہانہ محبت اور کریم آقا سے زبردست نسبت ابھر کر سامنے آتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عشقِ مجازی کی جھلکیاں ان کے شعری مجموعے ''برگِ گل شاداب ہے'' میں جا بجا بکھری نظر آتی ہیں۔ان کے نزدیک جب محبوب کی یاد دل و دماغ میں ابھرتی ہے تو محبوب کا حسن اور روپ صد رنگ جلوے بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ایک جگہ فرماتے ہیں:

یاد اس کی ابھر ابھر آئے
روپ کیسا نکھر نکھر جائے (۲)

یہ بات دل و دماغ تک ہی نہیں رکتی بلکہ تصورِ محبوب ایک نور کا روپ دھار کر سویرے کی صورت میں محبّت کے خیالوں اور آنکھوں میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔فرماتے ہیں:

خیال میں اسی خوش خواب کا سویرا ہے
جو میری آنکھ میں ہے دل نشین، وہ میرا ہے (۳)

محبوب کی یادیں جب شدت اختیار کر جاتی ہیں تو محبوب جان کا درجہ حاصل کر کے ہر وقت دھیان میں ہی نہیں بلکہ رگ و پے میں سرایت کرتا نظر آتا ہے۔بقول شاعر:

لمحہ کوئی روز و شب کا ہو، اسی کا دھیان ہے
جو رگ و ریشہ میں اترا ہے وہ میری جان ہے (۴)

ریاض حسین زیدی طویل مدت سے سفرِ شعر پر گامزن ہیں، وہ عمر کے اس آخری حصے میں بھی

جواں جذبوں پر مشتمل غزل کی طلسماتی جلوہ نمائی میں مصروف ہیں۔تغزل کی چاشنی، رمزیت کی خوبی، فکر کی گہرائی، احساس کی لطافت، خیال کی نزاکت، جمالیاتی رعنائی، حرف وصوت کی تاثر پذیری، زمزمہ پردازی اور معنویت کی شگفتگی وتازگی جیسی صفات ان کے اسلوب وآہنگ کی ترجمانی کرتی ہیں۔امین راحت چغتائی، زیدی صاحب پر غزل کے اثرات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''غزل کا مذکورہ لہجہ اپنی جگہ لیکن کیا کیا جائے، یہ ایسی ظالم صنفِ سخن ہے کہ جس پر مرتی ہے، اسے مار رکھتی ہے۔ پروفیسر زیدی لاکھ عبا میں ملبوس نظر آئیں وصالِ یار کے لمحے کو حصارِ قریہ جاں میں سجا کر رکھنا نہیں بھولتے۔چاند سے چہرے اور روزنِ دیوار کا تصور اب بھی قلب وجان کو اتھل پتھل کرتا رہتا ہے''۔(۵)

کسی بھی شاعر کے کلام میں سہل ممتنع کا استعمال ایک عمدہ خوبی ہے کیوں کہ بڑے بڑے موضوعات اور بڑی بڑی باتوں کو چند موزوں الفاظ میں بیان کر دینا کسی معرکے سے کم نہیں۔چھوٹے چھوٹے مصرعوں میں ایک واضح اور مکمل مفہوم کو گرفت میں لانا یقیناً غیر معمولی بات ہے۔سہل ممتنع کا بہترین استعمال ہمیں سیدریاض حسین زیدی کے ہاں بھی نظر آتا ہے۔مثلاً ایک جگہ پر غموں کی بدولت زندگی کے الجھاؤ کے متعلق استفہامیہ انداز اپناتے ہوئے لکھتے ہیں:

اداس ہے حیات کیوں
الجھ گئی ہے بات کیوں
میں تم سے خود نہ کہہ سکا
نہ جانے اپنی بات کیوں

ایک اور جگہ پر بربادی کے خلاف دعائیہ انداز اپناتے ہوئے وصال کی تمنا اور آرزو کرتے دکھائی دیتے ہیں مگر یہاں پر بھی انھوں نے سہلِ ممتنع کا دامن ہاتھ نہیں چھوڑا۔لکھتے ہیں:

قلب و جان پر کوئی زوال نہ ہو
اے خدا گھر یہ پائمال نہ ہو
زندہ رہنا ہے دوریوں میں بھی
مر نہ جائیں اگر وصال نہ ہو(۶)

سیدریاض حسین زیدی کا لب ولہجہ رجائی ہے۔وہ ہمیشہ ہمت اور حوصلے کا درس دیتے نظر آتے ہیں۔جس طرح بقول شخصے کہ''اگر سب کچھ کھونے کے باوجود بھی آپ کے اندر ہمت اور حوصلہ باقی ہے تو آپ سمجھ لیں کہ ابھی آپ نے کچھ نہیں کھویا'' جدت پسند تخلیق کار ہونے کی وجہ سے وہ ہمیشہ تاریکیوں کو اجالوں اور مایوسیوں کو امیدوں میں تبدیل کرنے کے متمنی نظر آتے ہیں۔لکھتے ہیں:

نیا زمانہ، نئی داستاں کی بات کریں
عبث ہے صبح ومسارفتگاں کی بات کریں

ریاض دل کے اندھیروں کا بھی مداوا ہو
چمکتے جگنوؤں کی، کہکشاں کی بات کریں (۷)

وہ چاہتے ہیں کہ ہر طرف نہ صرف تاریکی ختم ہو جائے بلکہ لوگ روشنیوں کے سفیر بن کر راہِ روشن پہ ڈٹ جائیں، حتیٰ کہ من کی دنیا روشن کر کے تن کی کثافت ختم کر ڈالیں۔ سہل ممتنع کے انداز میں وہ رقم طراز ہیں:

راستے تیرگی سے کٹ جائیں
راہِ روشن پہ لوگ ڈٹ جائیں
من کی دنیا میں روشنی کر دیں
تن کثافت سے جب کہ اٹ جائیں (۸)

جدید غزل نے زبان و بیان کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اسلوب کی تازگی ،فکر و آہنگ اور اپنے زمانے کے معاشرتی رویوں کو داخلی اور خارجی تجربات کی تفہیم میں غزل کے علامتی اندازِ بیان' جمالیاتی حسیات پر مشتمل شاعری اکثر اوقات ترسیلِ معنی اور ابلاغ میں مشکل کا باعث بنتی ہے لیکن زیدی صاحب کے ہاں اس کے برعکس ابلاغ کا مسئلہ نہیں رہتا۔ اس سلسلے میں خالد علیم لکھتے ہیں:

''چناں چہ عمومی زاویہ نگاہ میں وہی شعر پسندیدہ قرار دیا جاتا ہے جو براہِ راست ابلاغ میں حارج نہ ہو اور موزونیت کی خوبی کے ساتھ تفہیم میں آسان تر ہو۔۔۔ اس لیے زیدی صاحب کی غزل علامتی اندازِ اظہار سے بے نیاز اور معنوی لحاظ سے سادہ و سہل مفاہم کے ساتھ اثر پذیر ہے''۔(۹)

سید ریاض حسین زیدی نے ادب اور ادیب کے ساتھ اپنی وابستگی ہمیشہ برقرار رکھی ہے۔ جس کی سب سے بڑی مثال ''ادب سرائے'' ہے، جو محض نام ہی نہیں بلکہ ایک دبستان کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ایک طویل مدت سے ادب سے محبت کرنے والے وہاں سے سیراب ہو رہے ہیں۔ مولوی عبدالحق کی طرح زیدی صاحب نے بھی ادب کو ہی تقریباً نصف صدی سے اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنا رکھا ہے۔ ان کی فنی و فکری پختگی کے پیچھے ان کی عمر بھر کی ریاضت اور مشقِ سخن کا عمل کارفرما ہے۔ ساہیوال میں علم و ادب کی شمع فروزاں کرنے کے لیے ان کی کوششیں ناقابلِ فراموش ہیں۔ گزشتہ کئی دہائیوں سے ان کی قیام گاہ ''ادب سرائے'' پر ماہانہ ادبی نشستوں کا انعقاد ان کی والہانہ ادبی وابستگی پر دال ہے۔ ادب سرائے اور ان کی ادب سے محبت کے حوالے سے جناب واجد امیر لکھتے ہیں:

''جناب ریاض حسین زیدی عرصہ دراز سے ساہیوال جیسے مردم خیز خطے میں علم و ادب کی شمعیں روشن کیے ہوئے ہیں۔ ادب سرائے فقط تنظیم نہیں بلکہ ایک ادارہ ہے، جہاں تشنگانِ علم و فن اپنی رگِ خشک سیراب کرتے ہیں۔ نہ جانے کتنے نو آموزانِ سخن اس ادارے سے اپنی ذہنی اور فنی اصطلاح کر کے محبتوں کے سفر پر رواں دواں ہیں''۔(۱۰)

''برگِ گل شاداب ہے'' کے حوالے سے ایک ممتاز اور منفرد بات مذکورہ شعری مجموعے کی غزلیات ہیں جو تمام کی تمام کسی نہ کسی عزیز دوست، قدر شناس اور اہم شخصیت سے منسوب ہیں اور یہ تمام نذرانے ان کی اپنی محبتوں کے غماز اور ان کے جذبہ دل کے عکاس ہیں۔ وہ ہوا و حرص سے بے نیاز محبتوں کے امین ہیں، جو وفا کے دیئے جلا کر یادِ محبوب کو دل میں بسائے بیٹھے ہیں۔ لکھتے ہیں:

ہوائے حرص سے اس کو بچا کے رکھا ہے
حریم یاد کو دل میں بسا کے رکھا ہے
جفا کے پھیلتے سایوں کی میں خبر لوں گا
دیا وفا کا جو میں نے جلا کے رکھا ہے(۱۱)

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ واصف سجاد۔''سخن کیا کہہ نہیں سکتے''لاہور،نستعلیق مطبوعات ۲۰۱۳ء،ص:۱۸
۲۔ سید ریاض حسین زیدی۔''برگِ گل شاداب ہے''لاہور،الاشراق پبلی کیشنز ۲۰۱۳ء،ص:۵۰
۳۔ ایضاً،ص:۹۳
۴۔ ایضاً،ص:۱۳۸
۵۔ امین راحت چغتائی۔مضمون''شاعری کا تہذیبی کردار'' مشمولہ''برگِ گل شاداب ہے''از ریاض حسین زیدی،لاہور،الاشراق پبلی کیشنز ۲۰۱۳ء،ص:۲۰
۶۔ سید ریاض حسین زیدی۔''برگِ گل شاداب ہے''لاہور،الاشراق پبلی کیشنز ۲۰۱۳ء،ص:۹۰
۷۔ ایضاً،ص:۱۲۲
۸۔ ایضاً،ص:۱۶۱
۹۔ خالد علیم۔مضمون۔''ایک صاحبِ دل غزل گو'' مشمولہ''برگِ گل شاداب ہے''از ریاض حسین زیدی لاہور،الاشراق پبلی کیشنز ۲۰۱۳ء،ص:۲۴
۱۰۔ واجد امیر۔مضمون''عجب اسلوب کی کاریگری ہے''،مشمولہ''برگِ گل شاداب ہے'' از ریاض حسین زیدی لاہور،الاشراق پبلی کیشنز،۲۰۱۳ء،ص:۳۰
۱۱۔ ایضاً،ص:۷۳